اسلام کے سفیر

مولانا محمد یوسف اصلاحی○

اس تحریر میں خطاب صرف آسٹریلیا کے مسلمانوں سے نہیں بلکہ بیرونِ ملک مقیم تمام مسلمانوں سے ہے۔ اس لیے ہمارے قارئین کو چاہیے کہ بیرونِ ملک مقیم اپنے اعزہ و احباب تک اپنے ذرائع سے اس مؤثر تحریر کو پہنچانے کا اہتمام کریں۔ دوسری طرف اس کا مخاطب ہمارا ہر قاری اور ہم سب بھی ہیں کہ اپنے اپنے دائرے میں ہم اسلام کے نمایندے ہیں اور اس کے کچھ تقاضے ہیں۔ (ادارہ)

بلاشبہہ منصوبے زمین پر بھی بنتے ہیں اور ہمیشہ سے انسان زمین پر اپنے لیے منصوبے بناتا رہا ہے، مگر قضا و قدر کے منصوبے آسمان پر بنتے ہیں، اور نافذ وہی منصوبے ہوتے ہیں جو قضا و قدر کے آسمانی منصوبے ہوتے ہیں۔ آسٹریلیا میں رہنے والے مسلمانوں کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ خود بخود تلاشِ روزگار میں اس سرزمین کی طرف نکل آئے___ روزی اللہ کے قبضے میں ہے اور بندہ جب تک زمین پر زندہ چل پھر رہا ہے اس کی روزی اللہ اس تک پہنچائے گا۔ اس کو موت اسی وقت آئے گی جب وہ اپنے نصیب اور حصے کی روزی پوری کر لے گا۔

آسٹریلیا میں آکر بسنے والے مسلمانوں کی مثال ایسی نہیں ہے کہ آندھی چلی اور اس نے کچھ دانے اپنے جھونکے سے اٹھائے اور یہاں کے میدانوں، صحراؤں، دریاؤں اور پہاڑوں میں لاکر بکھیر دیے___ بلکہ اللہ نے اپنے منصوبے کے تحت ہندستان، پاکستان اور دوسرے ملکوں سے اپنے منتخب کردہ دانے ان ملکوں سے اٹھائے اور اپنے اس منصوبے کے تحت یہاں کی زمین

○ مدیر، ماہنامہ ذکریٰ جدید، نئی دہلی، بھارت

میں لاکر اس کی باقاعدہ کاشت کی ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ اس کی بوئی ہوئی یہ فصل لہلہائے اور برگ وبار لائے ــــ یہ مسلمان اٹھیں اور یہاں کے رہنے والوں کو اس دعوت اور اس پیغام سے آشنا کر کے ان کو اللہ کی مرضی کے مطابق جینے کا سلیقہ سکھائیں، اور ان تک وہ امانت پہنچائیں جس کے امین بن کر وہ اس ملک میں آکر بسے ہیں۔

اس ملک کے رہنے، بسنے والوں کا ان آنے والوں پر یہ حق ہے کہ وہ ان کو جہنّم کی آگ سے بچائیں۔ خدا کی مرضی اور خدا کا دین ان تک پہنچائیں اور ان تک اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغامِ امن ونجات پہنچائیں جن پر نبوت ختم ہوگئی ہے، اور جنھوں نے وہی پیغام انسانیت کو پہنچایا ہے جو ہمیشہ سے خدا کی طرف سے مبعوث کیے جانے والے رسول پہنچاتے رہے ہیں۔ اور اب روے زمین پر اسلام ہی خدا کا ایک مستند، محفوظ، مکمل اور آخری نجات بخشنے والا دین ہے۔

اس ملک میں جو مسلمان آکر بسے ہیں اور یہاں کے وسائل سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اس ملک کو جہالت اور جاہلیت (دین اور ہدایت سے دُوری جاہلیت ہے) سے نکالیں، ان کو قرآن اور سیرت رسولؐ سے واقف کرائیں۔ یہ اس ملک میں اسلام کے نمایندے، اسلام کے سفیر اور اسلام کے ترجمان ہیں۔ اللہ نے انھیں اپنے ملک کے اس حصے میں اس لیے لاکر بسایا ہے کہ یہ اپنی گفتگوؤں، تقریروں اور تحریروں کے ذریعے ان تک اللہ کا دین پہنچائیں ــــ نہ صرف قول سے بلکہ اپنی عملی زندگی سے اسلام کے نمایندے بن کر ان کے سامنے آئیں اور اپنی دیانت وامانت، اپنے اخلاق وبرتاؤ اور اپنے معاملات وسلوک سے ان کو بتائیں کہ خدا کا دین روے زمین پر کس طرح کے بندے پسند کرتا ہے، اور اس کے مطلوب اور محبوب بندے کیسے ہوتے ہیں۔ ان کی عملی زندگیاں شہادت دیں کہ جو دین ان مسافروں اور اسلام کے ان سفیروں کے پاس ہے وہ اس لیے بھی حق ہے کہ وہ ان جیسے انسان پیدا کرتا ہے جو دنیا والوں کے لیے رحمت ہوتے ہیں، جو قول کے سچے، وعدے کے پکے، فرائض کے پابند، انسانوں کے حق میں ہمدرد وغم گسار اور انسانی شرافت کے پیکر ہوتے ہیں ــــ دینِ حق کو ماننے والے صرف دعوے کرنے والے نہیں۔

حقیقت میں ماننے والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنے دین کے حق ہونے پر دلیل اور

شہادت ہوتے ہیں۔ اپنی پرکشش اور مثالی زندگی کو پیش کرکے وہ یہ باور کرائیں کہ یہ زندگی ان کا کارنامہ نہیں بلکہ اس دینِ حق کی دین ہے جسے انھوں نے اپنایا ہے۔ جیسا کہ اللہ کے ایک محبوب اور مبعوث بندے نے اپنے جیل کے ساتھیوں کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرتے ہوئے کہا تھا: (جب جیل میں خدا کے دو بندے ان سے خواب کی تعبیر پوچھنے آئے تھے اور یوسف علیہ السلام کی پاکیزہ اور مثالی زندگی دیکھ کر ان سے کہنے لگے: اِنَّا نَرٰكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ۝ (یوسف ۱۲:۳۶) ''ہم آپ کو نہایت پاکیزہ اور حسین زندگی والا دیکھ رہے ہیں'') میری زندگی میں جو حُسن و جمال اور جو کشش اور رعنائی تمھیں نظر آرہی ہے وہ میرا کمال نہیں ہے۔ وہ اس ہدایت اور علم کا نتیجہ ہے جو خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے: ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ (یوسف ۱۲:۳۷) ''یہ (جو پاکیزہ زندگی تم دیکھ رہے ہو) یہ اس علم و ہدایت کی بدولت ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہے''۔ اس کے بعد آپؑ نے اپنی بات پوری کرتے ہوئے فرمایا:

> اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ۝ (یوسف ۱۲:۳۷-۳۸) اور میں پابند اور متبع ہوں اس دین کا جو میرے باپ دادا ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا دین ہے، ہمارے لیے یہ ہرگز زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں۔ ہم پر اور تمام انسانوں پر یہ اللہ کا خاص فضل ہے لیکن اکثر انسان خدا کے ناشکرے ہیں۔

بلاشبہہ آپ اپنے ارادے سے روزگار کی تلاش میں یہاں پہنچے ہیں لیکن اللہ نے اپنے منصوبے کے تحت آپ کو ایک خاص مشن پر یہاں بھیجا ہے، اور اس توقع پر بھیجا ہے کہ آپ یہاں اسلام کے نمایندے اور سفیر بن کر رہیں گے۔ اپنے وجود اور اپنی پُرکشش اسلامی زندگی سے اسلام کے لیے راہ ہموار کریں گے۔ آپ کو دیکھ کر، آپ کو سن کر اور آپ کو برت کر لوگ جب آپ کی طرف رغبت محسوس کریں تو آپ بجا طور پر انھیں یہ جواب دیں کہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں یہ اس دین کی برکات اور ثمرات ہیں جسے ہم نے اپنا رکھا ہے، اور یہ صرف ہمارا ہی دین نہیں ہے بلکہ

یہی آپ کے باپ دادا کا بھی دین ہے___ اس لیے کہ تمام انبیا اسلام ہی کی دعوت لے کر دنیا میں آئے اور سب نے ایک ہی پیغام دیا کہ انسانو! اللہ کی بندگی کرو اور خدا کو چھوڑ کر ان باطل معبودوں کی پرستش نہ کرو جو تم نے گھڑ رکھے ہیں، اور جن کے لیے تمھارے پاس کوئی علمی اور نقلی دلیل ہرگز نہیں ہے۔

خدانخواستہ آپ کی زندگیوں نے انھیں اسلام کی طرف راغب اور متوجہ کرنے کے بجاے اسلام سے متنفر کیا، اور آپ نے اپنی عملی زندگی سے اسلام کی راہ روکی اور آپ کو دیکھ کر، آپ کے اعمال و معاملات کو دیکھ کر اگر وہ اسلام کی طرف متوجہ ہونے کے بجاے اسلام سے اور دور ہونے لگے، تو یہ آپ کے لیے زندگی کا سب سے بڑا سانحہ ہوگا۔ آپ تنہائی میں دھاڑیں مار مار کر روئیں کہ پروردگار اس عذاب سے ہمیں بچا کہ ہم تیری راہ میں بیٹھ کر اور تیرے دین کے نمایندے ہوکر تیرے دین سے لوگوں کو روکنے اور متنفر کرنے کا سبب بن رہے ہیں___ ہماری زندگیاں لوگوں کے لیے اسلام کی راہ ہموار کرنے، اسلام کی طرف راغب ہونے اور اسلام سے مشرف ہونے کے بجاے اسلام کی راہ روکنے اور اسلام سے دُور ہونے کا ذریعہ بن رہی ہیں۔ خدایا! ہمیں اس صورت حال سے نکال اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے قول و عمل سے تیرے دین کی طرف لوگوں کو راغب کرسکیں، تیرے دین کی راہیں لوگوں کے لیے کھول سکیں اور ہمیں اسلاف کی وہ پرکشش زندگیاں اختیار کرنے کی توفیق دے کہ لوگ جوق در جوق تیرے دین کی طرف آئیں۔

میں آپ کو یہ تنبیہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے ازلی دشمن شیطان سے ہوشیار رہیں، اس تباہ کن وسوسے سے اپنے قلوب کو محفوظ رکھنے کی شعوری کوشش کریں___ شیطان آپ کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کرسکتا ہے کہ تم تو یہاں اپنے معاشی مستقبل کو درست کرنے آئے ہو، اپنے اہل و عیال کے لیے خوش حال زندگی گزارنے کا سامان مہیا کرنے آئے ہو___ ایسا نہ ہو کہ تمھاری دینی سرگرمیاں اور دعوتی کوششیں دیکھ کر اس ملک کے لوگ تمھیں برداشت نہ کرسکیں اور تم کسی آزمایش میں مبتلا ہوجاؤ!

یہ شیطانی وسوسہ اگر لاحق ہوا تو یہ تمھیں تباہ کر کے رکھ دے گا۔ خوب یاد رکھو کہ یہ زمین اللہ کی ہے، یہ آسمان اللہ کا ہے، یہاں کے سارے وسائل اور تمام تر نعمتیں اللہ کی ہیں___ کوئی دوسرا

مالک اس کائنات میں نہیں ہے۔ یہاں صرف اسی ایک کا اختیار اور اقتدار ہے اور صرف ایک ہی مالک وآقا ہے۔ سب اس کے محتاج اور بے اختیار بندے ہیں۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ اگر تم پیغامِ حق پہنچاتے رہے تو اللہ لوگوں کے شر سے تمھاری حفاظت فرمائے گا۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ ۵:۶۷) ''اور اللہ تمھیں لوگوں (کے شر) سے محفوظ رکھے گا''۔

حکیمانہ تبلیغ کا ایک نمونہ

حضرت موسیٰؑ کی قوم نے جب آپؑ سے شکوہ کیا اور اپنی مظلومیت اور بے بسی کی شکایت کی تو انھوں نے اپنی مظلوم، بے بس اور خستہ حال امت کو خطاب کرتے ہوئے چار ہدایتیں دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے خطاب فرمایا:

۱- اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ (الاعراف ۷:۱۲۸) ''اللہ سے مدد طلب کرو''۔

دینے والا صرف اللہ ہے، کسی اور کے قبضے میں کچھ نہیں ہے۔ جو کچھ تمھیں ملا ہے اللہ ہی نے دیا ہے، اور جو کچھ تمھیں ملے گا اللہ ہی سے ملے گا۔ اللہ کو چھوڑ کر تم اگر بندوں کی طرف متوجہ ہوئے تو ان بندوں کے پاس تمھیں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ یہ تو خود خدا کے محتاج ہیں۔ خدا سے رشتہ مضبوط کرو، اسی سے مانگو، وہی مدد کرنے والا ہے اور اسی کی مدد سے تم عزت وعظمت کی زندگی پاسکتے ہو، اگر وہ تمھیں چھوڑ دے، اگر وہ تمھاری پروا نہ کرے تو تم نہ کہیں اور سے روزی پاسکتے ہو نہ عزت وعظمت۔ سب کچھ اسی کے قبضے میں ہے، بس اسی سے رشتہ جوڑو اور اسی سے مانگو۔ اس سے مانگنے والا کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ اللہ کا ارشاد ہے:

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان ۲۵:۷۷) اے رسولؐ! ان کو بتادیجیے کہ تمھارے رب کو تمھاری کیا پروا ہے اگر تم اس کو نہ پکارو۔

تمھارا رشتہ تو اس وقت تک رہے گا جب تک تم اس کو پکارنے والے اور اس کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارنے والے بن کر رہو گے۔ اگر تم نے اس کو پکارنا چھوڑ دیا، اس سے رشتہ توڑ لیا تو پھر اس کو تمھاری کیا پروا ہے کہ تم ذلت اور مسکنت کے کس کھڈ میں گرتے ہو۔ اگر عزت کی زندگی اور اللہ کی نوازشیں چاہتے ہو تو اسے برابر پکارتے رہو، اسی کی بندگی کرو، اور اسی سے مدد طلب کرو۔ اس نے تمھیں یہ زندگی عطا کی ہے اور وہی اس زندگی کو کامیاب اور باعزت گزارنے

کے وسائل بھی دینے والا ہے۔ لوگوں سے لو نہ لگاؤ۔ کسی کے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ اس زمین پر وہی کچھ ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ یہاں کے اسباب و وسائل بھی اس کے قبضے و اختیار میں ہیں اور عزت و ذلت بھی اسی کے قبضے میں ہے، اسے چھوڑ کر تم کہیں سے کچھ نہیں پا سکتے۔ تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُ (اٰل عمرٰن ۳:۲۶) ''وہی ہے جس کو چاہتا ہے عزت و عروج دیتا ہے اور وہی ہے جس کو چاہتا ہے ذلت اور زوال دیتا ہے۔

۲- وَاصۡبِرُوۡا ـــــ (الاعراف ۷:۱۲۸) ''اور صبر اختیار کرو''۔

دوسری ہدایت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ دی کہ صبر اختیار کرو۔ اگر کوئی قوم تم پر مسلط ہے اور تم محکوم ہو تو دل چھوٹا نہ کرو، بلکہ صبر کرو۔

صبر میں دو باتیں ہیں:

○ تحمل سے کام لو، برداشت کرو۔ اشتعال میں نہ آؤ۔ تم ایسا کام ہرگز نہ کرو جو اس دین کے شایانِ شان نہ ہو جس دین سے اللہ نے تمھیں سرفراز فرمایا ہے۔ اپنے اور اپنے دین کے وقار کو ہمیشہ پیش نظر رکھو، حلم اور بردباری سے کام لو اور اللہ پر بھروسا کرو، وہ تمھیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

○ صبر کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اپنے دین پر اور زیادہ مضبوطی کے ساتھ جم جاؤ۔ اپنی دینی شناخت کی قدر و قیمت سمجھو اور اپنے اصولوں اور دین کے احکام پر اور زیادہ قوت کے ساتھ جم جاؤ۔ دین کی یہ شناخت تمھارے ضیاع کا سبب نہیں بلکہ یہی تمھاری حفاظت کرنے والی ہے۔ اپنے دین کو چھپاؤ نہیں بلکہ اور زیادہ دین دار بن کر ابھرو، اور استقامت کا پیکر بنو۔ لوگوں سے نہ گھبراؤ، لوگوں کے ظلم و ستم اور زیادتیوں سے خدا تمھاری حفاظت فرمائے گا۔ اور جس کی حفاظت کا وعدہ اللہ کرے اس کا کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا، بشرطیکہ وہ دین پر جم جائے اور اللہ نے دین پر عمل کرنے اور دین پہنچانے کا جو فریضہ اس پر عائد کیا ہے، وہ سرگرمی سے اس کام میں لگا رہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ وَ اللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ ۵:۶۷) اے محمدؐ! آپؐ کے رب نے جو پیغام آپؐ کی طرف نازل کیا ہے اسے پہنچانے میں لگے رہیے۔ اگر

آپؐ نے یہ کام نہ کیا تو آپؐ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ رہے [یہ مخالف] لوگ تو اللہ ان سے آپؐ کی حفاظت فرمائے گا (ان کی پروا نہ کیجیے)۔

رسول خاتم النبیینؐ کے نمایندے کی حیثیت سے یہ آیت امت سے مخاطب ہے کہ اے رسولؐ کے نمایندو! جس دین کے تم حامل ہو، اس کو پہنچاتے رہو جہاں بھی تم رہو۔ اگر تم نے یہ کام نہ کیا اور اپنی نمایندگی کا حق ادا نہ کیا، تو تم نمایندگی میں کھوٹے ثابت ہوگے۔ ہاں، اگر تم حکمت کے ساتھ یہ پیغام پہنچاتے رہے اور خود بھی اس پر جمے رہے تو لوگوں سے تم کوئی خطرہ محسوس نہ کرو۔ اللہ ان سے تمھاری حفاظت کا خود سامان کرے گا۔ تم اللہ کے کام میں لگے رہو اور وہ تمھاری حفاظت نہ کرے، یہ ممکن نہیں۔ اللہ اپنے دین کی نصرت میں لگے رہنے والوں کو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ دنیا میں انھی کی یادیں رہ جاتی ہیں اور انھی کے کارنامے لوگوں کو راہ دکھاتے ہیں جو سنگین سے سنگین حالات میں بھی دینِ حق پر جمے رہتے ہیں۔ صبر و استقامت دکھاتے ہیں، اور اللہ کے دین کی نمایندگی اور ترجمانی کرتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف جو لوگ حالات سے مرعوب ہوکر اور انسانوں سے خوف کھاکر کتمانِ حق کرتے ہیں، اور خدا نے جس مشن پر انھیں لگایا تھا اسے چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں، نہ اللہ کے رجسٹر میں ان کا کوئی ذکر رہتا ہے، نہ تاریخ کے اوراق میں ان کا کہیں تذکرہ ہوتا ہے، ذکر صرف ان کا ہوتا ہے جو صبر و استقامت کا پیکر ہوتے ہیں ـــــ اور جہاں رہتے ہیں اپنے دین کی شناخت کے ساتھ رہ کر اپنے دین کی سفارت اور نمایندگی کا حق ادا کرتے ہیں۔

۳- اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ـــــ (الاعراف ۷: ۱۲۸)

''یہ زمین اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے''۔

تیسری بات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خطاب میں یہ فرمائی کہ یہ زمین اللہ کی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ (کچھ مدت کے لیے) اگر تم یہ دیکھ رہے ہو کہ آج اللہ نے کسی خاص قوم کو اس پر اقتدار دے رکھا ہے تو وہ اس کے مالک ہرگز نہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ وہی اس کے مالک ہوگئے ہیں اور ان کا یہ اقتدار اس پر دائمی ہے، بلکہ اللہ اپنی حکمت اور مشیت کے تحت کچھ مدت کے لیے کسی کو اس کا وارث بنا دیتا ہے جب تک وہ اس وراثت کا حق ادا کریں۔ اور اگر وہ ظلم و سفاکیت پر اتر آتے ہیں اور اپنی خدائی کے زعم میں مبتلا ہوکر خدا کے بندوں پر ظلم کرنے لگتے

ہیں تو اللہ بہت جلد انھیں بے دخل کر دیتا ہے اور کسی دوسری قوم کو ان کی جگہ لے آتا ہے۔ یہ جانشینی اور اقتدار دائمی نہیں ہوتا۔ زمین کا اصل وارث و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

بیرون ملک آکر بسنے والے مسلمانو! تم جس ملک میں آکر بسے ہو، یہ اللہ کا ہے۔ اللہ ہی اس کا مالک ہے۔ یہاں اگنے والے غلے اور پھل بھی اللہ اگاتا ہے۔ یہاں برسنے والا پانی بھی اللہ ہی برساتا ہے۔ زمین بھی اللہ کی ہے، یہ آسمان بھی اللہ کا ہے اور یہاں کے وسائل و ذرائع اور روے زمین پر پھیلی ہوئی بے پناہ نعمتیں بھی سب اللہ کی ہیں۔ سب کچھ اسی نے پیدا کیا ہے اور سب کچھ اسی کا ہے، تمھیں بھی ان نعمتوں سے مستفیض ہونے کے لیے اللہ ہی یہاں لایا ہے۔ تم آئے نہیں ہو، لائے گئے ہو، اور اس منصوبے کے تحت لائے گئے ہو کہ یہ خطۂ زمین بھی تمھارے ذریعے اللہ کے دین اور رسولؐ اللہ کے کلمے سے آشنا اور منور ہو۔ دراصل تمھیں یہاں لاکر اللہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم اپنے دین کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو، اور یہاں کے باشندوں کے ساتھ کیا عمل کرتے ہو۔ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ــــ پس وہ دیکھ رہا ہے کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔

۴- حضرت موسیٰؑ کے خطاب کی آخری بات نہایت ہی چشم کشا اور انقلابی فکر دینے والی ہے:

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ــــ (الاعراف ۷:۱۲۸) اور انجام کار متقین کے لیے ہے۔

گویا انجام کی کامیابی ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ سے ڈرتے ہوئے زندگی گزارتے رہے ہیں۔ یہ تو ایک روشن حقیقت ہے کہ دنیا کی یہ زندگی ایک دن ختم ہو جائے گی اور تمام انسانوں کی ایک ابدی زندگی ہے، وہاں کچھ لوگ کامیاب ہوں گے اور کچھ لوگ ناکام۔ کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ سیاہ۔ کچھ لوگ اپنی کامیابیوں پر خوشیاں منا رہے ہوں گے اور کچھ لوگ اپنی ناکامی پر آہ و فغاں کر رہے ہوں گے۔

اس کامیابی کا تعلق اس سے نہ ہوگا کہ کون دنیا میں اقتدار میں رہا اور انسانوں پر حکومت کرتا رہا۔ اور کون مظلوم اور محکوم رہا اور دوسروں کی غلامی میں زندگی گزارتا رہا۔ کون دولت کی ریل پیل میں رہا اور کون نانِ شبینہ کا محتاج رہا۔ کون دنیا کی نعمتوں میں دادِ عیش دیتا رہا اور کون دانے دانے کو ترستا رہا، کس قوم کو حکمرانی کے تخت پر بٹھایا گیا اور کون سی قوم محکومی کی ذلت میں رہی۔ یہ سب تو دنیا میں امتحان کے ذریعے اور پرچے تھے۔ کامیابی اور خوش نصیبی تو اس کے حصے میں آئے

گی جودی ہوئی آزمائش اور دی ہوئی حیثیت میں خدا کی مرضی کے مطابق اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنا اچھا رول ادا کرتا رہا۔ اور اس حالت میں اللہ کے حضور پہنچا کہ اس نے تقویٰ کی زندگی گزاری۔ اور خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزارتے ہوئے قلبِ منیب کے ساتھ خدا کے حضور میں حاضر ہوا۔

خدا کے نبیِ صادق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خطاب کی یہ چار ہدایتیں بڑی ہی قیمتی ہیں۔ ان کو بار بار پڑھیے، انھیں حرز جاں بنایئے اور ان کی روشنی میں اپنی زندگی کا لائحۂ عمل طے کیجیے___ یہ ہدایتیں ایک بہت ہی پس ماندہ، خستہ حال اور برسوں سے پامال کی جانے والی ملت کے سامنے رکھی گئی تھیں اور پھر موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں اللہ نے اسے دنیوی عروج بھی بخشا۔

ہمارا حال اگرچہ آج نہایت پست ہے مگر ایسا عبرت ناک بھی نہیں ہے۔ آج بھی ہمارے پاس ۵۶ سے زیادہ آزاد مملکتیں ہیں۔ ہمارے نوجوانوں میں دینی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ ہماری خواتین بیدار ہو رہی ہیں۔ ہماری امت پھر قرآن کی طرف متوجہ ہو رہی ہے اور اللہ کے رسولؐ نے ہمیں دل کو تقویت دینے والی یہ ہدایت دی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَ الْكِتَابِ اَقْوَاماً وَّيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ ''اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ قوموں کو اونچا اٹھاتا ہے اور کچھ دوسری قوموں کو پست کرتا ہے''۔

اسی کتاب نے ہمارے اسلاف کو اٹھایا تھا اور یہی کتاب آج پھر ہمیں اٹھائے گی۔ ضرورت اس کی ہے کہ ہم جس خطۂ زمین میں بھی رہیں وہاں اس کی تعلیمات کو عام کرنے میں لگ جائیں اور گھر گھر اللہ کی اس امانت کو پہنچانے کی سعی کریں۔ اپنی شخصیت کی تعمیر اور تکمیل اسی کی روشنی میں کریں۔ اپنے گھر کو اسی کی تعلیمات سے آراستہ اور منور کریں اور انسانوں تک ان کی یہ امانت پوری دیانت کے ساتھ پہنچانے کا حق ادا کریں، اور اپنے اس مقام کو پہچانیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی نوازشِ خاص سے اس کام کے لیے منتخب کیا ہے۔ ہم اس انتخاب کی لاج رکھیں، اس کا حق ادا کریں، اور اللہ کو ہم سے جو توقعات ہیں ہم ہر حال میں ان کو پورا کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ (اسلامک فورم فار آسٹریلین مسلمز (IFAM) آسٹریلیا کے دورے کے موقع پر خطاب، ۲۰۰۸ء)